شیخ محی الدین ابنِ عربی

ابو بکر شبلی

شیخ محی الدین ابن عربی اندلس کے مشہور عالم صوفی اور شاعر تھے۔ نظریۂ وحدۃ الوجود کے سرگرم مبلغ تھے۔ شیخ اکبر اور رئیس المتکلمین کے القاب سے آپ کو یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کا نسب یہ ہے۔

"محمد بن علی بن محمد بن احمد بن عبداللہ حاتمی الطائی۔"

آپ عدی بن حاتم کے بھائی عبداللہ بن حاتم کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کا تعلق قبیلہ طی سے تھا۔ آپ کی کنیت ابوبکر اور لقب محی الدین ہے اہل مشرق انہیں ابن عربی کہتے ہیں، تاکہ ان میں اور قاضی ابوبکر بن العربی میں تمیز ہو سکے۔ لیکن اہل مغرب آپ کو ابن العربی ہی لکھتے اور پڑھتے ہیں۔ آپ نے خود بھی اپنے آپ کو ابن العربی ہی لکھا ہے۔ آپ اندلس میں ابن سراقہ کے نام سے مشہور ہیں۔ ننھیال کی طرف سے آپ کا نسب مدینہ کے انصار سے جا کر ملتا ہے[۱]

آپ اندلس کے مشہور شہر مرسیہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت بروز شنبہ مورخہ ۱۷ رمضان المبارک ۵۶۰ھ میں ہوئی۔ مرسیہ اس وقت اندلس کا نہایت بارونق شہر تھا اس میں بکثرت نزہت گاہیں تھیں وہ علم و ادب کا بھی مرکز تھا۔ لیکن آپ کی ولادت کے بعد وہ سیاسی انتشار کی زد میں آگیا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی۔ جب آپ آٹھ سال کے

---

[۱] مقدمہ تنزل الاملاک من عالم الارواح الی عالم الافلاک۔ ص ۹

ہوئے اور مرسیہ کے سیاسی حالات زیادہ مخدوش ہوگئے تو والد مرسیہ چھوڑ کر ۵۶۸ھ میں مستقل طور پر اشبیلیہ آکر مقیم ہوگئے۔ اس وقت مرسیہ پر موحدین کا قبضہ ہو چکا تھا۔ البتہ اشبیلیہ پر ابھی تک سلطان محمد بن سعد کی حکومت تھی۔ اشبیلیہ اس وقت علم و فضل کا عظیم مرکز تھا۔ اس میں علماء و صلحا بکثرت موجود تھے آپ نے اپنے وقت کے بہترین اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔ ابو بکر بن خلف، ابو بکر محمد بن ابی جمرہ، ابن المؤلف، ابن زرقون، ابو محمد عبدالحق اشبیلی، ابن عساکر، ابوالفرج ابن الجوزی، ابوالقاسم بن بشکوال، حافظ بن الجد، ابوالولید الحضرمی، ابو محمد بن عبداللہ، ابو محمد عبدالمنعم بن محمد الخزرجی، ابوالقاسم الحرستانی، ابوالحسن بن نصر اور ابو طاہر السلفی کے نام شامل ہیں۔ یہ سب کے سب اپنے دور کے بہترین علما تھے۔ اور ان میں زیادہ تر ظاہری مسلک کے پیرو تھے اور بعض ابن حزم کے شاگرد تھے۔

ابن عربی کے بارے میں امیر شکیب ارسلان اور دوسرے سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ ظاہری المذہب فی العبادت اور باطنی النظر فی الاعتقادات[1] تھے۔ ابن حزم سے متاثر تھے اور فقہ میں ان کے مسلک کو پسند کرتے تھے[2]۔

شروع میں ابن عربی صرف علوم ظاہریہ میں منہمک تھے۔ لیکن رفتہ رفتہ وہ تصوف کی طرف راغب ہوتے گئے۔

تصوف کی طرف ان کی رغبت کی متعدد وجوہات ہیں۔ سب سے اہم عامل جس نے آپ کو تصوف کی طرف مائل کیا، وہ آپ کا خاندانی ماحول تھا۔ آپ کے والد بڑے زاہد عابد اور متقی عارف باللہ اور اہل دل تھے۔ ابن عربی ان کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"ایسے لوگوں (عارفین باللہ) کی صفات میں سے ایک صورت یہ ہے کہ مرنے کے بعد ان کے چہرہ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ وہ زندہ ہیں مرے نہیں۔ یہی منظر میں نے اپنے والد کی وفات کے وقت دیکھا جب ہم انہیں دفن کر رہے تھے، تو ہمیں شک تھا کہ وہ مرگئے ہیں

---

[1] الحلل السندسیۃ ج ۳ ص ۵۱۴

[2] ایضاً

یا زندہ ہیں۔ کیونکہ ان کی صورت و شکل بالکل زندہ لوگوں جیسی تھی۔ ان کی رگیں پرسکون تھیں۔ اور ان کی حالت مردہ لوگوں جیسی نہیں تھی۔ آپ نے مرنے سے پندرہ دن پہلے مجھے بتایا تھا کہ میں بدھ کے دن اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا۔ اور ایسا ہوا۔[۱]"

اسی طرح آپ کے ماموں ابومسلم الخولانی بھی بہت بڑے صوفی، زاہد و عابد تھے۔ آپ ان کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"میرے ماموں ابومسلم خولانی قائم اللیل تھے۔ جب (عبادت کرتے کرتے) آپ کے پاؤں تھک جاتے، تو اپنے پاؤں کو زور سے مارتے۔ اور کہتے، میری سواری کے جانور سے زیادہ تم مار کے مستحق ہو۔[۲]"

اسی طرح آپ کی زوجہ مریم بنت محمد بن عبدون بن عبدالرحمن الباجی بہت بڑی عابدہ اور زاہدہ تھیں۔ آپ اکثر ابن عربیؒ کو اپنے مواعظ و نصائح سناتی رہتی تھیں۔[۳]

اس خاندانی ماحول نیز دوسرے عوامل نے آپ کو تصوف کی طرف ہمہ تن مائل کر دیا۔ آپ کی خوش قسمتی تھی کہ آپ کو اپنے وقت کے بہترین شیوخ کی صحبت نصیب ہوئی آپ کے جملہ شیوخ کی تعداد ۵۵ تک پہنچتی ہے جن کا ذکر آپ نے اپنی کتاب "رسالۃ القدس" (مطبوعہ سنہ ۱۹۳۹ء پیرس) میں کیا ہے۔ ان میں مشہور حضرات یہ ہیں۔

ابوالعباس العربینی۔ خمیس بن جراح۔ موسیٰ بن عمران المیرتلی۔ ابوالحجاج یوسف شبربلی۔ ابوعبداللہ بن المجاہد۔ ابوعبداللہ قسوم، نونتہ فاطمۃ بنت ابن المثنی القرطبیہ۔ قرۃ العین، ابوعبداللہ الشرفی۔ ابوعبداللہ محمد الخیاط۔ احمد الحزاز۔ ابوعلی حسن الشکاز ابومحمد عبداللہ الباغی الشکاز اور عبداللہ المالقی وغیرہ۔ یہ تمام شیوخ اپنے وقت کے اقطاب تھے، خوف خدا، زہد، تقویٰ میں اپنی نظیر آپ تھے۔

ابوجعفر العربی کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ بدوی تھے اور اُمّی بھی تھے۔ لکھنا پڑھنا نہیں

۱؎ الفتوحات المکیہ ج ۱ بحوالہ مقدمہ تنزل الاملاک ص ۱۰

۲؎ ایضاً

۳؎ تاریخ الفکر الاندلسی ص ۳۷۱

جانتے تھے، لیکن جب علم توحید پر گفتگو کرتے تو بہت سے علما حیران رہ جاتے۔ خود ابن عربی لکھتے ہیں۔

"میرا اور شیخ ابوالعباس العریبی کا ایک مسئلہ میں اختلاف ہوگیا۔ جو بات آپ کہتے تھے وہ میرے نزدیک صحیح نہیں تھی۔ اس لئے میں نے اس کے قبول کرنے میں تردد کا اظہار کیا۔ کیونکہ میں اپنی جگہ بصیرت پر تھا۔ لیکن جب میں ان سے رخصت ہوکر گھر واپس جا رہا تھا تو اشبیلیہ کے بازار جنّہ میں ایک شخص مجھ سے آکر ملا اور اس نے بڑی شفقت و محبت سے مجھے سلام کیا۔ اور مجھ سے کہا۔ اے محمد! اپنے شیخ کی بات مان لو۔ جب میں دوبارہ شیخ کی خدمت میں گیا تو انھوں نے پھر وہی مسئلہ چھیڑا اس دفعہ میں نے اثبات میں جواب دیا اور کسی اختلاف کا اظہار نہیں کیا۔ انہوں نے کہا تم دیسے تو میری بات ماننے سے انکار کرتے ہو لیکن جب خضر آکر تجھ سے کہتے ہیں تو ان کا حکم مان لیتے ہو میں نے کہا۔ کیا وہ خضر تھے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ میں نے کہا تو پھر توبہ کا دروازہ تو کھلا ہوا ہے؟ آپ نے کہا ہاں توبہ قبول ہوتی ہے"[1]

ابوعبداللہ الشرفی جب نماز میں کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ آپ کی ڈاڑھی تر ہو جاتی اور آنسو پاؤں پر ٹپکتے رہتے۔ ابوالحجاج الشبربلی بڑے سخی تھے اگر آپ کھانا کھا رہے ہوتے اور کوئی آجاتا تو آپ اس کو اپنے ساتھ شریک کر لیتے اس کا ہرگز خیال نہ کرتے کہ کھانا کم ہے یا کھانے والے زیادہ ہیں۔ ابومحمد عبداللہ الباغی الشکاز قائم اللیل اور صائم النہار تھے۔ نونتہ فاطمہ کے بارے میں ابن عربی "الفتوحات المکیۃ" میں لکھتے ہیں۔

"وہ نوے سال کی تھیں کہ میں ان سے ملا، نہایت بوڑھی ہو چکی تھیں میں جب ان کی طرف دیکھنے کا ارادہ کرتا تو ان کی ہیبت اور وقار کی وجہ سے دیکھنے کی جرأت نہ کرسکتا تھا"[2]

ابن عربی مسلسل دو سال تک ان کی خدمت میں رہے علم تصوف کی تکمیل کے بعد آپ کے دل میں مختلف ممالک کی سیر و سیاحت کا شوق پیدا ہوا۔ آسین کے قول کے مطابق آپ نے سب سے

---

[1] مقدمہ تنزل الاملاک من عالم الارواح الی عالم الافلاک ص ۱۸

[2] تاریخ الفکر الاندلسی ص ۳۸۳

پہلے مورد، سر شانتہ الزیتون، مدینتہ الزھرا، اور قبر رفیق کی سیاحت کی اس کے بعد آپ نے اندلس سے باہر جانے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ آپ سب سے پہلے ۵۹۰ھ ۱۱۹۰ء میں بجایۃ المغرب آئے۔ یہ المغرب کا مشہور شہر تھا۔ اور یہیں آپ نے صوفی ابومدین شعیب بن حسن الاشبیلی سے ملاقات کی ابومدین بڑے عارف اور اہل دل بزرگ تھے۔ بلاد مغرب (الجزائر۔ تیونس اور مراکش) میں آپ کا بڑا اثر و رسوخ تھا۔ علوم ظاہریہ میں بھی در یکتا تھے۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں تک اور مریدوں کی تعداد لاکھوں تک تھی۔ آپ صاحب کرامات تھے۔ ابن عربی نے "الفتوحات المکیۃ" میں آپ کی کرامات اور فضائل کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

اس کے بعد آپ تیونس گئے۔ وہاں ابوالقاسم بن قسی کے کتابوں کا تفصیلی مطالعہ کیا۔ یہ صاحب بہت بڑے صوفی اور زاہد تھے انہوں نے ہی مریدین کی مدد سے مغربی اندلس میں مرابطین کے خلاف انقلاب برپا کیا تھا۔ یہاں آپ کی خضر علیہ السلام سے دوبارہ ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد تلمسان گئے۔ جہاں کچھ عرصہ قیام کیا۔ ۵۹۱ھ م ۱۱۹۴ء میں آپ کچھ مدت فاس میں رہے یہاں کی درس گاہ میں رہ کر آپ نے خوب مطالعہ کیا اور جو وقت مطالعہ سے بچتا وہ آپ ریاضت میں صرف کرتے اسی طرح حدیقہ ابن جیون میں آپ نے ریاضیات کیں اور یہیں سب سے پہلے آپ کو حالت اشراق میسر آئی۔ ابھی آپ فاس میں تھے کہ اندلس میں داخلی سیاسی انتشار زور پکڑ گیا اور موحدین کے لشکر المغرب سے اندلس جانے لگے۔ چنانچہ "الفتوحات المکیۃ" میں لکھتے ہیں۔

"میں ۵۹۱ھ میں فاس شہر میں تھا۔ اسی وقت موحدین کی فوج دشمن کا مقابلہ کرنے کیلئے اندلس جا چکی تھی۔ میرے ایک خاص دوست نے مجھ سے دریافت کیا کہ اس لشکر کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ اس کو اس سال فتح نصیب ہو گی یا نہیں۔ میں نے ان سے کہا۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس فتح کا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس فتح کا وعدہ کیا ہے۔ اور وہ ہے آیت انّا فتحنا لك فتحنا مبیناً۔ اس میں بشارت فتحا مبیناً سے ظاہر ہوتی ہے۔ اگر الف کے تکرار کو چھوڑ کر ان کے اعداد نکالو گے تو ۵۹۱ھ نکل آئے گا۔ وہ اس طرح کہ ف (۸۰) ت (۴۰۰) ح (۸) ا (۱) م (۴۰) ب (۲) ی (۱۰) ن (۵۰) کل ۵۹۱۔"

پھر بیں اندلس گیا۔ دیکھا کہ مسلمان فتح حاصل کر چکے تھے۔

فاس میں قیام کرنے کے بعد آپ پھر اندلس واپس آئے اور وہاں مختلف مقامات کی سیر و سیاحت کرتے رہے چنانچہ آپ مرسیہ گئے اس کے بعد مریہ جاکر ابن عریف صوفی کی جماعت کے مرکز میں قیام کیا۔ اور یہیں آپ نے "مواقع النجوم" نامی کتاب لکھی، جس میں تصوف کے مبتدی حضرات کے لئے مخصوص ہدایات درج ہیں۔ اندلس میں تقریباً چار سال قیام کرنے کے بعد دوبارہ ۵۹۵ھ میں مراکش واپس آئے دوبارہ واپس آنے کا سبب اندلس کا داخلی انتشار اور علماء کی بے قدری تھا۔ چنانچہ محمد عبد اللہ عنان لکھتے ہیں۔

"اندلس میں داخلی انتشار کی وجہ سے ادبی تحریک کو سخت نقصان پہنچا۔ اس کا شیرازہ بکھر گیا بہت سے عالم اور مفکر ملک چھوڑ کر چلے گئے۔ اس عرصہ میں جن علماء اور صلحاء نے وطن کو خیرباد کہا، ان میں شیخ محی الدین ابن عربی، ابن بیطار المالقی، ابن الابار القضاعی ابن حمدون الحمیری النحوی، اور ابن سعید الاندلسی شامل ہیں[1]"

۵۹۵ھ ۱۱۹۸ء میں ابن عربی مراکش میں تھے کہ ابن رشد نے وہاں وفات پائی۔ چنانچہ ابن عربی آپ کی وفات کے وقت ان کے پاس موجود تھے اور آپ کی نماز جنازہ اور جلوس جنازہ میں شریک ہوئے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

جب وہ تابوت جس میں آپ کا جسم تھا، سواری پر رکھا گیا، تو آپ کی تصنیفات سواری کے دوسری طرف رکھی گئیں۔ جو ضخامت کے لحاظ سے تابوت کے برابر تھیں میں اس وقت موجود تھا اور میرے ساتھ فقیہہ ادیب ابوالحسن محمد بن جبیر کاتب السید ابو سعید اور میرے دوست ابوالحکم عمر بن السراج الناسخ بھی موجود تھے ابوالحکم نے ہماری طرف دیکھکر کہا۔ دیکھ رہے ہو۔ ابن رشد کے برابر ان کے ساتھ سواری پر کیا چیز پڑی ہے؟ یہ امام ہیں اور یہ ان کے اعمال ہیں۔ یعنی آپ کی تصنیفات ہیں۔ ابن جبیر نے ان سے کہا۔ بیٹے! آپ کی نظر اچھی جگہ پڑی ہے (ابن عربیؒ کہتے ہیں) میں نے ان الفاظ کو اپنے لئے نصیحت اور ہدایت بنا لیا۔ اللہ ان سب پر رحمت کرے۔ اب اس جماعت

---

[1] نہایۃ الاندلس وتاریخ العرب المتنصرین۔ صـ ۳۳۴

میں سے میرے سوا اور کوئی باقی نہیں رہا۔[۱]

۵۹۷ھ میں آپ دوبارہ بجایہ آئے اور اس کے دوران قیام آپ نے ایک خواب دیکھا، جس میں آپ کو مشرق کی سیاحت کا مشورہ دیا گیا تھا اور وہ خواب آپ کے علم لدنی میں کمال حاصل کرنے کی طرف اشارہ بھی تھا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

میں نے رات (خواب میں) دیکھا کہ میں نے آسمان کے تمام ستاروں سے نکاح کر لیا ہے مجھے حروف دیئے گئے میں نے ان سے بھی نکاح کر لیا۔ میں نے اپنا یہ خواب ایک آدمی کے ذریعہ ایسے عالم کے جو بہت مشہور تھا۔ پاس تعبیر کے لئے بھیجا اور اس کو تاکید کی کہ میرا نام نہ لے اس نے یہ خواب سن کر تعجب کیا اور اسے بڑی اہمیت دی اور کہا کہ یہ وہ گہرا سمندر ہے جس کی تہ تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ یہ خواب دیکھنے والے پر علوم علویہ اور علوم اسراریہ کے دروازے کھول دیئے جائینگے۔ اور ستاروں کی خاصیت میں ہے کہ اس شخص جیسا اس زمانہ میں اور کوئی نہیں ہوگا پھر تھوڑی دیر خاموش رہ کر کہنے لگا اگر اس خواب والا شخص اس شہر میں ہے، تو اندلس کا یہ نوجوان (ابن عربی) ہے۔[۲]

اس خواب کے بعد آپ مستقل طور پر مشرق کی سیاحت کے لئے نکلے اور پھر اندلس واپس نہیں گئے۔

اندلس سے آپ سب سے پہلے تیونس آئے۔ یہاں رہ کر آپ نے "انشاء الدوائر الاحاطیۃ علی مضاھاۃ الانسان للخالق والخلائق" کتاب لکھی۔

۵۹۸ھ ۱۲۰۱ء میں آپ مکہ معظمہ آئے، اور مقام ابراہیم میں آمیز ریاضت وعبادت میں مشغول ہوگئے۔ آپ کی شہرت پہلے ہی یہاں پہنچ چکی تھی، اس لئے آپ کے گرد ہر وقت لوگوں کا ہجوم رہتا۔ یہیں آپ کے تعلقات مقام ابراہیم کے امام ابو خاشہ کے خاندان سے ہوئے اور ان کی بیٹی نظام کے حسن وجمال سے اتنے متاثر ہوئے کہ اس کی محبت میں "ترجمان الاشواق"

---

[۱] الفتوحات المکیہ ج ۱۔ ص ۱۹۹ ۔ ۲۰۰

[۲] الفتوحات المکیہ (بحوالہ فی التصوف الاسلامی۔ زکی مبارک)

ایک پورا دیوان کہہ ڈالا۔ اس دیوان میں آپ کی محبت، وصل، اور فراق پر بے شمار درد انگیز اور رقت آمیز اشعار موجود ہیں۔ بظاہر تو یہ اشعار ظاہری عشق کی تعریف و توصیف میں کہے گئے ہیں، لیکن ان کے معانی میں تصوف کے راز پوشیدہ ہیں ان کے استعارات و کنایات سے، اللہ، ملأ اعلیٰ اور فنا فی اللہ کی لذت مقصود ہے۔ چنانچہ خود کہتے ہیں۔

كلّ ما اذكره من طلل ... أو ربوع أو مغانٍ كل ما

أو خليل أو رحيل أو ربى ... أو رياض أو غياض أو حمى

أو نساء كاعبات نهد ... طالعات كشموس أو دمى

كلّ ما اذكره مما جرى ... ذكره او مثله أن تفقها

صفة قدسية علوية ... أعلمت أن لصدقي قدما

فاصرف الخاطر عن ظاهرها ... واطلب الباطن حتّى تعلما[1]

(ترجمہ) میں جو یہ سب مرتفع مقامات، سرسبز میدانوں اور منازل کا ذکر کرتا ہوں یا دوست، کوچ، ٹیلوں، باغات، سبزہ زاروں یا چراگاہوں یا ابھری ہوئی چھاتیوں والوں عورتوں کا جو سورج کی طرح رونما ہوتی ہیں یا وہ گڑیوں جیسی ہیں یہ یا ان جیسی اور باتوں کا جو ذکر کرتا ہوں، وہ اس لئے کہ تم سمجھو یہ قدسی، علوی صفت (والی چیزیں ہیں) تم جان لو کہ میرا قدم سچائی پر ہے۔ پس توجہ ان کے ظاہر سے ہٹالو۔ باطن طلب کرو تاکہ تم حقیقت کو جان لو۔

آخر عشق ظاہری نے عشق باطن کی طرف آپ کی رہنمائی کی، چنانچہ آپ زیادہ تر وقت مراقبہ، ریاضت اور ذکر اللہ میں صرف کرتے۔ اس کے بعد آپ پر مکاشفات ربّانی کا ایک سلسلہ شروع ہوا۔ کشف القلوب میں آپ کو اتنی مہارت حاصل ہوئی کہ آپ لوگوں کو ان کی آنیوالی مصائب سے بھی آگاہ کرنے لگے۔ انہی دنوں آپ نے اپنی کتاب "الدرۃ الفاخرۃ" لکھی جس میں المغرب کے مختلف صوفیہ اور شیوخ کا ذکر تھا۔ کچھ عرصہ مکہ میں رہنے کے بعد پھر آپ کے دل میں سیر و سیاحت

---

[1] ذخائر الاعلاق فی شرح ترجمان الاشواق لابن عربی ص۵ طبع بیروت ۱۳۱۲ھ

کا شوق تھا۔ آپ ۶۰۱ھ / ۱۲۰۴ء میں موصل پہنچے یہیں آپ کی ملاقات مشہور صوفی علی بن جامع سے ہوئی۔ دو سال کے بعد ۶۰۳ / ۱۲۰۶ء میں آپ قاھرہ آئے یہاں آپ کی شہرت ہر حلقہ میں پہلے ہی پہنچ چکی تھی۔ آپ کے آنے پر آپ کا پرجوش استقبال کیا گیا۔ آپ نے محلہ "قنادیل" میں قیام کیا۔ جو صوفیہ کا مرکز تھا۔ یہاں آپ سے بہت سی کرامات کا ظہور ہوا اور لوگوں میں آپ کی مقبولیت بہت بڑھ گئی۔ آپ وحدۃ الوجود کے قائل تھے۔ اس لئے علماء نے آپ کی مخالفت کی اور مصر کے حاکم سے آپ کے خلاف شکایت کی اس وقت مصر میں سلطان عادل ایوبی کی حکومت تھی۔ جو شریعت کا بڑا پابند تھا۔ اس نے آپ کو قید کرنے کا حکم دیا۔ لیکن آپ کے دوست ابوالحسن الباجی نے سلطان کے شبہات کو زائل کر دیا۔ اور آپ کے آراء و افکار کی ایسی تاویل کی جس سے شریعت کی خلاف ورزی ظاہر نہیں ہوتی تھی۔ چنانچہ سلطان نے آپ کو سزا دینے کا خیال چھوڑ دیا اور آپ کی کافی عزت افزائی کی۔

اس کے بعد ابن عربی بلاد روم کی سیاحت کو گئے اور قونیہ (ترکی) میں جا کر کچھ عرصہ آپ نے قیام کیا۔ وہاں کے بادشاہ کیقاؤس الاوّل ۶۰۷ - ۱۲۱۰ء نے آپ کو خوش آمدید کہا اور ان کا بہت احترام کیا۔ آپ کو ایک بہت بڑا گھر رہنے کے لئے دیا۔ آپ نے وہ گھر ایک سائل کو دے دیا یہاں بھی آپ سے کرامات اور دیگر خوارق عادات کا ظہور ہوا۔ اس لئے بہت سے لوگ آپ کے مرید اور معتقد بن گئے۔[1]

قونیہ میں آپ نے دو کتابیں "مشاھدۃ الاسرار" اور "رسالۃ الانوار" لکھیں آپ اناطولیہ اور آرمینیا کی سیاحت کو گئے۔ پھر ۶۰۸ھ ۱۲۱۱ء میں دوبارہ بغداد آئے۔ اس سے پہلے ۶۰۱ھ میں مکہ جاتے ہوئے بغداد جا چکے تھے۔ اس مرتبہ آپ کی ملاقات شیخ شہاب الدین سہروردی سے ہوئی۔ کتاب الارشاد کی روایت ہے کہ محی الدین عربی نے بغداد میں امام سہروردی سے ملاقات کی دونوں بزرگ ایک دوسرے کے سامنے تھوڑی دیر گردن جھکا کر بیٹھے پھر جدا ہو گئے۔ اس کے بعد ابن عربی سے امام سہروردی کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ آپ سر سے

---

[1] تاریخ الفکر الاندلسی ص ۳۷۵

لے کر پاؤں تک سنت سے بھرے ہوئے ہیں۔ اور جب شیخ سہروردی سے آپ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ حقائق کے سمندر ہیں اور امام العارفین ہیں۔[1]

۶۱۰ھ - ۱۲۱۴ء میں آپ دوبارہ مکہ مکرمہ گئے۔ اور یہیں آپ نے اپنے دیوان ترجمان الاشواق کی شرح فتح ذخائر الاعلاق لکھی۔ اس شرح میں آپ نے فقہاء اور علماء کے ان اعتراضات کا جواب دیا تھا۔ اس کے بعد پھر قونیہ گئے۔ اس وقت کیقاؤس انطاکیہ کی مہم پر نکل چکا تھا۔ آپ نے خواب دیکھا کہ فتح کیقاؤس کو ہوگی۔ آپ نے یہ خواب لکھ کر کیقاؤس کو بھیج دیا۔ فتح سے پہلے ہی یہ خط اس کو مل گیا۔ ٹھیک بیس دن بعد کیقاؤس کے ہاتھ پر انطاکیہ فتح ہوگیا۔ اس کے بعد آپ حلب گئے۔ اور سلطان ظاہر غازی (۶۱۳ / ۱۲۱۶ء) سے آپ کی ملاقات ہوئی اس نے آپ کا بڑا احترام کیا یہاں آپ کی صحت کچھ خراب ہوگئی۔ اور ہر وقت آپ پر مجذوبانہ کیفیت طاری رہنے لگی۔ اسی حالت میں آپ نے "الحکمۃ الالہیہ" نامی کتاب لکھی، جو امام غزالی کی کتاب "تہافت الفلاسفہ" کی طرح فلاسفہ کی تردید میں ہے۔ اس کے بعد آپ دمشق آئے اور ۶۲۰ھ ۱۲۲۳ء سے لیکر اپنی وفات تک یہیں مقیم رہے۔ دمشق کا والی معظم بن العادل آپ کا مرید تھا۔ دمشق میں ہی آپ نے اپنی تین مشہور کتابیں "الفتوحات المکیہ" فصوص الحکم، اور "الدیوان" لکھیں۔[2]

یہاں بھی آپ سے بہت سے کرامات کا ظہور ہوا اور آپ کے اخلاق حسنہ نے لوگوں کو آپ کا گرویدہ بنا دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ دمشق میں آپ کے پاس بکثرت مال و دولت آتی تھی۔ لیکن آپ اپنے پاس کچھ بھی نہیں رکھتے تھے۔ حمص کے امیر کی طرف سے آپ کو روزانہ سو درہم ملتے تھے اور ابن الزکی تیس درہم روزانہ آپ کی خدمت میں روانہ کرتا تھا۔ لیکن آپ یہ سب رقم روزانہ صدقہ کر دیتے تھے۔

آخر کار علوم ربانیہ کا یہ حامل اور اسرار قدرت کا دانا جمعہ کی رات بتاریخ ۲۸ ربیع الآخر ۶۳۸ھ اس دنیا سے رخصت ہوگیا۔ اور آپ کو جبل قاسیون کے کنارے علماء اور صلحا کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔

---

[1] اعلام الفلسفۃ الاسلامیۃ ص ۳۴۵

[2] تاریخ الفکر الاندلسی ص ۳۷۶

علامہ شکیب ارسلان لکھتے ہیں۔

میں نے ۱۳۱۱ھ میں آپ کی قبر کی زیارت کی اس پر یہ دوبیت لکھے ہوئے تھے۔

قبر محی الدین ابن العربی ۔۔۔ کل من لاذبه أو زاره

قضیت حاجاته من بعدما ۔۔۔ غفر الله له أوزاره

یہ محی الدین بن العربی کی قبر ہے۔ جس نے بھی اس کی پناہ لی یا اس کی زیارت کی اس کی حاجتیں پوری ہو گئیں۔ اور اس سے قبل اللہ نے اس کے گناہ بخش دیئے۔

آپ کے دو بیٹے تھے۔ (۱) محمد سعدالدین جو ۶۱۸ھ میں رمضان کے مہینے میں ملیطہ میں پیدا ہوئے بڑے عالم اور شاعر تھے۔ ۶۵۶ھ میں دمشق میں انہوں نے وفات پائی اور اپنے باپ کے پاس ہی دفن ہوئے۔

(۲) ابو عبداللہ محمد عمادالدین جنہوں نے ۶۶۷ھ میں صالحیہ میں وفات پائی اور قاسیون کے قبرستان میں ابن الزکی کی قبر کے پاس دفن ہوئے۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کے قانون ارتقا کے بارے میں ارشادات

انسان ہمیشہ ترقی کر رہا ہے۔

کثرت صورتوں یعنی اعراض میں ہے اور جوہر واحد ہے، جوانی کا عین ہے اور کثرت عین واحد میں معقول و مفہوم ہے۔

انسان ہر ساعت اور ہر دم صورت بدلتا ہے۔ یہ صورت خواہ ظاہری ہو یا باطنی۔ اول صورت کو آخری صورت فنا کرتی ہے اور خود باقی رہتی ہے۔ مگر دوسرے وقت میں بھی آخری صورت اول کی طرح فنا ہوتی ہے۔ اور اس کی آخری صورت باقی رہتی ہے۔ اور اسی طرح غیر محدود سلسلہ چلا گیا ہے۔ ایک صورت فنا ہو کر کبھی مکرر واپس نہیں آتی۔

سوانح عمری حضرت محی الدین ابن عربی
از خواجہ محمد عباد اللہ